www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

از حافظ ثناء اللہ مدنی
ابنِ عم المرحوم

حافظ مقبول احمد علیہ الرحمۃ کا سوانحی خاکہ
تاریخ ساز شخصیت

حضرت حافظ مقبول احمد تقسیم ہند سے قریباً نو سال قبل متحدہ ہندوستان میں کھیم کرن ضلع لاہور سے شمال مغرب میں واقع گاؤں "کلس" میں زمیندار راجپوت گھرانہ میں تولد ہوئے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: مقبول احمد بن میاں رحیم بخش بن اسماعیل خاں بن بہاول خاں بن بلند خاں بن وسن خاں... یہ نسب نامہ کلس کی اولاد سے حکیم خاں تک منتہی ہے اور کلس کا اصل جنڈیالہ کلساں ضلع شیخوپورہ سے تھا، حافظ صاحب نے بیوہ کے علاوہ پیچھے دو بچے چھوڑے ہیں جو شارجہ میں مقیم ہیں۔ بڑا عبدالمنان مدنی اس کی عمر قریباً چوبیس سال ہے چھوٹا عبدالحنان مکی ہے اس کی عمر اندازاً بائیس سال ہوگی عبدالحنان چونکہ مدینہ رسول ﷺ میں پیدا ہوا، اس لئے اسے مدنی کہا جاتا ہے اور عبدالحنان مکہ مکرمہ میں پیدا ہوا، چنانچہ اسی مناسبت سے اسے مکی کہا جاتا ہے دینی ضروری معلومات کے ساتھ ثانوی تعلیم انہوں نے شارجہ سے حاصل کی۔ والد کی بیماری کی وجہ سے شارجہ میں سرکاری ملازمت کرنے لگے ہیں۔

مرحوم کے عمود نسبی میں علمی روشنی کا اگرچہ فقدان تھا لیکن اہل علم سے الفت و محبت اور ملاقات اور تعلقات کی بنا پر علم دوستی ضرور تھی۔ ہمارے دادا جان گاؤں کے نمبردار ہونے کے باوجود مسجد سے قلبی تعلق رکھتے تھے یہاں تک کہ رات مسجد میں ہی بسر کرتے۔ بسا اوقات تہجد کے وقت جنات پاؤں کا انگوٹھا پکڑ کر جگا دیا کرتے تاکہ قیام اللیل کے سرور سے مستفید ہوں، ہمارے عمر رسیدہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ گاؤں میں سب سے پہلے شرک و بدعت سے مبرا و منزہ صحیح عقیدہ اختیار کرنے والے حافظ صاحب کے نانا جان میاں محمود مرحوم تھے جن کو یہ توحیدی روشنی میر محمد گاؤں کے اہل اللہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ہماری مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک پکی قبر تھی جس کی پوجاپاٹ کی جاتی تھی صاحب قبر کے نام پر نذر و نیاز کے علاوہ اسے محل استغاثہ اور قاضی الحاجات سمجھا جاتا تھا مشار الیہ بزرگ نے اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا اور فصلی بٹیر جو وقتاً فوقتاً محض حصول زر کے لئے جمع ہوتے تھے ان کا راستہ مسدود کر دیا اس طرح گاؤں کو شرکیات سے پاک کر دیا گیا پھر علماء کی آمدورفت کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہو گیا ہر طرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحیدی روشنی پھیلنے لگی بعد ازاں مولانا الہ بخش مرحوم کی علم دوستی اور فن طبابت نے چار چاند لگا دیئے اس سے مزید منزل مقصود قریب تر ہوتی گئی اس دوران ہمارے ہی خاندان سے منسلک مولانا محمد عبداللہ کلسوی مرحوم نے مدرسہ غزنویہ امرتسر اور ویرووال سے سند فراغت حاصل کر کے واپس آکر قوم میں دعوت و تبلیغ کے فریضہ کا آغاز پورے انہماک سے کر دیا۔ روزانہ بعد از نماز فجر قرآنی دروس کا اہتمام فرمایا یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر ڈالا تقسیم کے بعد بھی اس مبارک عمل کو جاری رکھا ان کی جہد مسلسل کے نتیجے میں سرہالی کلاں میں مدرسہ تحفیظ القرآن کا قیام عمل میں آیا جو چشمہ سیرابی آج تک جاری ہے۔ اس کے مدرس اعلیٰ قاری خدا بخش مقرر ہوئے۔

عشرہ پچاس کے اوائل میں مرحوم نے سرہالی کلاں میں دیگر شرکا دراسہ سمیت حفظ کا آغاز کیا جو تین سال کی حدود میں اختتام پذیر ہوا آپ کی ذہانت و فطانت کی بناء پر محترم قاری صاحب کو ہونہار شاگرد سے بہت زیادہ پیار و محبت تھا۔ حضر و سفر میں اسے اپنے ساتھ رکھتے تلمیذ اطاعت گزار نے بھی اپنے نابینے استاد کی خدمت اس حد تک کی کہ ناشتہ اور کھانا گھر میں تیار کرواتا اور کپڑے بذات خود دھو کر دینا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

پھر ہمارے گاؤں کے ایک نیک صالح بزرگ مسمی حاجی عبدالعزیز جن کے روپڑی خاندان سے بڑے اچھے مراسم تھے انہوں نے ہمارے والدین کو راغب کیا کہ ان بچوں کو عالم بنانا چاہیئے چنانچہ ان کی اجازت سے وہ ہم دونوں کو حصول علم کی خاطر مسجد قدس چوک دالگراں لاہور لے آئے اس وقت جامعہ اہلحدیث کا بڑا شہرہ تھا کیونکہ اساطین العلم اور شیوخ الشیوخ یہاں جمع تھے عالم ان سے متعارف اور وہ سند کی حیثیت رکھتے تھے مثل شیخنا مجتہد العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی اور ان کے برادر حقیقی حافظ محمد حسین امرتسری" (والد مدیر اعلیٰ "محدث") جن کو علوم و فنون میں بالخصوص ملکہ تامہ حاصل تھا، نیز شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح، مولانا قادر بخش بہاول پوری، مولانا عبدالجبار اور مولانا محمد گنگن پوری معاون تحفۃ الاحوذی وغیرھم بھی لائق ترین اساتذہ شمار ہوتے تھے۔ حضرۃ العلام محدث روپڑی نے مرحوم کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی میزان الصرف سے لے کر اختتامی دروس تک اکثر اسباق و دروس انہی کے مرہون منت تھے دوسری جانب شاگرد نے بھی اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھی ہرچند مسابقت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

یہاں تک کہ سن ۱۹۶۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ محدث روپڑی کے چونکہ سعودی عرب کے ممتاز علماء مثل محمد بن ابراہیم ال الشیخ مفتی اعظم سعودی عرب اور سماحۃ الشیخ ابن باز سے مثالی تعلقات تھے اس بنا پر ان کے دو شاگردوں ثناء اللہ (راقم الحروف) اور عبدالسلام کیلانی کو بڑی آسانی سے مدینہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ پھر سن ۱۹۶۳ء کے کوئٹہ میں حافظ صاحب مرحوم شامل ہوئے آپ نے تعلیم کا آغاز چونکہ ثانوی سے کیا تھا اس بنا پر آپ کو مدینۃ الرسول ﷺ میں قیام کا ایک لمبا عرصہ میسر آگیا بلکہ بعد میں بھی اپنے تعلقات کی بنا پر یہاں مقیم رہے حتی کہ دارالافتاء کی طرف سے بصورت ابتعاث تقرری معرض وجود میں آئی تو آپ متحدہ عرب امارات منتقل ہوئے۔ وہاں مدیر مکتب الدعوۃ والارشاد شیخ عمر بن عبدالعزیز العثمان تھے ان کے ساتھ مل کر دعوت و تبلیغ کے پروگرام کو مرتب کیا جو تھوڑائی عرصہ بعد نتیجہ خیز ثابت ہونا شروع ہوگیا۔ انہی دنوں ایک پاکستانی بدعتی نے دوبئی میں پکی قبر کھڑی کر دی۔ مدیر اور حافظ صاحب کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے جذبہ جہاد کے پیش نظر راتوں رات اس کو اکھاڑ پھینکا اس کے بعد سے آج تک پورے امارات میں کوئی ایک بھی پکی قبر موجود نہیں، بلکہ داعیان شرک و بدعت کے لئے آج بھی دروازے بند ہیں سرعام خرافات کی تبلیغ نہیں کر سکتے بالخصوص شارجہ وغیرہ جہاں مؤحدین کی اکثریت ہے۔

دوسری طرف مرحوم نے دیکھا کہ ہمارے علاقوں (ہندوستان، پاکستان وغیرہ) کے رہائشی یہاں منتشر ہیں ان کا کوئی نظم ہے اور نہ کوئی صالح قیادت جو سب کو یکجا جمع کر سکے تو آپ نے موضوع ہذا پر غور و خوض شروع کر دیا اس اثنا میں اللہ رب العزت نے مجھے وہاں دورہ کرنے کی توفیق بخشی تو میں نے اکثر و بیشتر پروگراموں میں اسی فکر کو موضوع بحث بنائے رکھا "ید اللہ علی الجماعۃ" جس سے ساتھیوں کو ذہن سازی میں معاونت حاصل ہوئی میرے بعد سید بدیع الدین صاحب شارجہ تشریف لے گئے انہوں نے مزید اس کام کو آگے بڑھایا بلکہ اسی مساعی کے نتیجہ میں جماعت اہلحدیث کی تشکیل ہوئی جس کا امیر حافظ مقبول احمد مرحوم و مغفور کو منتخب کرلیا گیا۔ موصوف نے رات دن محنت شاقہ سے جماعت کو ترقی کے زینہ تک پہنچایا پورے متحدہ عرب امارات میں مدارس کا جال بچھا دیا گیا اور جگہ جگہ دعوتی و تبلیغی حلقہ جات قائم کر دیئے گئے جہاں ہر ہفتے دعاۃ مبلغین کے منعقد اجتماع میں دعوتی امور کا جائزہ لیا جاتا اور عوام سے رابطہ میں استحکام پر تدبر و تفکر کیا جاتا دوسری طرف دار الضیافہ (مہمان خانہ) کا اہتمام دو طرح سے کیا گیا ایک عمومی دوسرا خصوصی، عام مہمانوں کے لئے انتظام و انصرام شارجہ کے جماعتی مرکزی دفتر میں ہوتا اور خصوصی وفود اور اہل علم کے لئے اہتمام حافظ صاحب کے گھر پر ہوا کرتا تھا۔ موصوف مہمان نوازی کر کے خوشی کا اظہار فرماتے، ان لمحات کو ذخیرہ عقبیٰ تصور کرتے پھر سفراء مدارس و مساجد اور محتاجوں کا تعاون خود کرتے حکومت اور اہل خیر سے بھی کراتے۔ مالی اعانت میں علماء اور دانشور حضرات کی خصوصی حوصلہ افزائی فرماتے جسے مقدور بھر مخفی رکھنے کی سعی بھی کرتے تاکہ علماء کے وقار کو آنچ نہ آنے پائے۔

ارباب حل و عقد کے ہاں آپ کے توصیہ (سفارشی لیٹر) کی حیثیت سند کا درجہ رکھتی تھی طویل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شدید بیماری کے باوجود ارباب اقتدار بسلسلہ تزکیہ اور توثیق آپ ہی کی طرف رجوع کرتے۔

مزید آنکہ آپ نے جدید تقاضوں کے پیش نظر شارجہ میں دو مدرسے کھول رکھے ہیں ایک لڑکوں کے لئے جبکہ دوسرا لڑکیوں کے لئے مخصوص ہے ان میں جدید و قدیم علوم کے امتزاج کا عملی تجربہ شروع ہے۔ جو نہایت کامیابی سے جاری و ساری ہے ان سے مسلم قوم کے ہزاروں بچے اور بچیاں مستفیض ہو رہے ہیں پھر سلفی دنیا سے رابطہ کے لئے سالانہ عالمی کانفرنس کا اہتمام فرماتے۔ پاک و ہند سے اہل علم اور دانشوروں کو خصوصی دعوت پر بلایا جاتا جس میں ہر مبلغ کے لئے کم از کم بارہ مختلف موضوعات پر بارہ مقامات پر لیکچر دینے ضروری ہوتے جن کی پیشگی اطلاع ہر مبلغ کو کر دی جاتی تاکہ وہ مکمل تیاری سے پروگرام میں شریک ہوسکے اور اہل ذوق کماحقہ مستفید ہوں۔ ایک انتہائی مبارک سلسلہ تھا جس سے رشک پیدا ہوتا کاش کہ ہمارے ہاں پاکستان میں بھی ایسی توفیق میسر آئے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے دنیا کے اکناف و اطراف میں بندگان اللہ کی ایک معقول تعداد ایسی بھی موجود ہے جو آپ کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے یا خرافات و بدعات سے تائب ہو کر داعیان اسلام بن کر اپنے علاقوں کو واپس لوٹے آج کے پرفتن دور میں وہ علم توحید بلند کئے ہوئے ہیں اور بہت ساری مخلوق کے لئے ہدایت کا سبب بن رہے ہیں۔ مرحوم کے خصائل حسنہ سے مابہ الامتیاز یہ ہے کہ آپ بڑے ملنسار خندہ پیشانی سے پیش آنے والے حلیم الطبع جود و سخاء کے پیکر، دوستی کا حق ادا کرنے والے ریاء اور سمعہ سے بعید، صاحب عقل و شعور سراپا حیاء، صاحب عزم بالجزم وارادہ، مصائب و مشکلات و بلایا میں ثابت قدمی کے پہاڑ حوصلہ مندی سے حوادث کا سامنا کرنے والے تھے۔ اہل توحید سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل شرک و بدعت سے اظہار بیزاری ان کا خاص شعار تھا۔

یاد رہے کہ موصوف ۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء سے فالج کی مرض میں مبتلا تھے یکم اگست ۱۹۹۴ء میں بروز سوموار صبح چار بج کر چالیس منٹ پر اتفاق ہسپتال لاہور میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شی عندہ باجل مسمی اللھم اغفر عبدک مقبول احمد و ارفع درجتہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفرلنا و لہ یارب العالمین وافسح لہ فی قبرہ و نور فیہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ